

# شرح الكافي في التصوف

اذا  
مير عبد الواحد بلگرامي

مکتوب میر عبد الواحد بخذمت شیخ الہ داد در باب سماع  
به تقدیر تصحیح محمد عبدالرشید شانی

## خاادر

### شرح الکافیہ فی التصوف از میر عبد الواحد بلگرامی

#### پیش لفظ

شاہجہاں نے جو اپنے زمانہ میں یہ کہا تھا کہ ”پورب شیراز ملکیت ماست“ سو بالکل صحیح کہا تھا۔ اس زمانہ میں علم و فضل کے لحاظ سے ہندوستان میں پورب کا خطہ شیراز کی ہمسری کرتا تھا۔ بلگرام پورب کا ایک مردم خیر قصبہ ہے جس کی خاک سے بڑے بڑے صاحبان فضل و کمال پیدا ہوئے۔ علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی نے مشائخ و فضلاء بلگرام کے حالات میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے ”ماثر الکرام تاریخ بلگرام“۔ یہ کتاب دو فضلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی میں صوفیائے کرام کے حالات ہیں اور دوسری میں علماء عظام کے۔ مآثر الکرام ۱۳۲۸ھ میں مفید عام پریس آگرہ سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

صاحب کمالان بلگرام میں ایک بزرگ گزرے ہیں میر عبد الواحد بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے عہد کے بہت بڑے صوفی اور صاحب علم تھے۔ موصوف نے علم تصوف میں بہت سی پیشیاں تدانیت یاد بخیر چھوڑی ہیں۔ آج سے آٹھ دس سال قبل کی بات ہے کہ کراچی میں ایک کتب فروش کی دکان پر چھوٹی نقہ طبع کا ایک مخطوطہ ملا جس پر تحریر تھا رسالہ مرج البحرین، ساتھ ہی کچھ اور رسائل بھی مجملہ تھے۔ ”مرج البحرین و جامع الطریقین“ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف ہے جس کا تعارف خود مصنف ہی کی زبان سے سننے کے لائق ہے فرماتے ہیں:

”اس رسالہ ایست مسیٰ ’مرج البحرین و جامع الطریقین‘ جامع طریقہ فقہ و تصوف و شریعت و طریقت و ظاہر و باطن و مورت و معنی و قشر و لب و علم و حال و صحو و سک و مذہب و مشرب و عقل و عشق اگر اُن را احراط مستقیم و طریق توہم نام کند جائز باشد و اگر دین خالص و سبیل اسلم نقبش نہمند و ابد و دعوت حق و منہج رشاد گویند درست افتد، و میزان عدل و دستور العمل گردانند راست آید۔ متفہم را از انکار مشرب تصوف باز دارد و متصوف را در دائرہ مذہب فقہ

درآمد و مستفید گردید بوسے مگر فقیہ محب مستشرق احوال و صوفی محقق مفید باعمال، و محروم بود  
از دے ہر متعسف متعصب عزیز و متصوف متوغل بعیر۔ ہر جہ البحرین ملتقیان دینہما  
بدوزخ لایبغیان (مقدمہ مرج البحرین)۔

مرج البحرین کا ایک نفیس مخطوطہ برادر عزیز مولوی محمد عبدالعلیم چشتی سلمہ اللہ اٹائے کے پاس بھی موجود  
تھا جس کو وہ ہندوستان سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ میں ہمیشہ اسے رشک کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ اس  
وقت جو اس کتاب کا یہ دوسرا مخطوطہ نظر سے گزرا۔ نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر فوراً اسے ہاتھوں ہاتھ خرید لیا۔  
گھر آکر اس مجموعہ کا جائزہ لیا تو اس میں بعض اور نادر چیزیں بھی ملیں۔ جن میں ایک رسالہ ”عقل کل“ ہے جو  
شاہ غریب ولد شاہ نصرت قادری کی تصنیف ہے۔ اور جس میں بعض حقائق تصوف کی تفصیل ہے۔ اور  
دوسرا رسالہ ہی ”شرح کا فہم“ ہے جو علامہ عبدالواحد بلگرامی کی ذہانت و طباعی کا شاہکار ہے۔

”الکافیۃ فی الخو“ متن نخوی علامہ جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر المعروف بابن الحاجب المالکی  
النخوی المتوفی ۴۶۴ھ کا مشہور متن ہے جو کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ کتاب عہد مصنف سے لے کر  
آج تک برابر داخل درس ہے۔ اس پر سینکڑوں شرحیں لکھی گئی ہیں۔ اور ہر دور کے مصنفوں نے اس پر  
طرح طرح سے طبع آزمائی کی ہے۔ ان شرحوں میں ملا جامی کی شرح زبان زد خاص و عام ہے۔ علامہ عبدالواحد  
بلگرامی بھی اس متن کے شارحین میں شامل ہیں لیکن ان کی ابتدا طبع نے اس بارے میں ایک نئی راہ نکالی  
ہے جو شارحین کا فہم میں سے کسی کو آج تک نہ سوجھی تھی۔ یعنی متن نخو سے تصوف کے مسائل کا استخراج کیا  
ہے اور ان کی اس شرح کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابن الحاجب کی کتاب فن نخو کا متن نہیں بلکہ علم تصوف  
کا خلاصہ ہے جس کو فاضل شارح اپنے ذریعہ بیان سے مفصل و مدلل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ وہ بات ہے  
جو خود مصنف کتاب شیخ ابن الحاجب کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آئی ہوگی۔ علامہ بلگرامی کی یہ کارگزاری زور و باطنی  
کے لحاظ سے کسی طرح بھی فیضی کی تفسیر بے نقط سے کم نہیں ہے۔ بھلا نخو کے مسائل سے تصوف کے مسائل  
کا نکالنا کوئی آسان کام ہے! یہ خدمت صرف وہی شخص انجام دے سکتا ہے جس کو قدرت نے غیر معمولی

(۱) آؤ بلگرامی نے اس سلسلہ میں دو شخصوں کی اور نشانہ دی کی ہے جو اس بارے میں میر عبدالواحد کے ہم عنان ہیں۔ ایک  
میر ابوالبقاء اور دوسرے ملا موہن بہاری لیکن ان دونوں بزرگوں نے صرف غیر مصروف کی بحث تک اس موضوع پر دم اٹھایا  
ہے۔ میر ابوالبقاء نے عربی میں شرح لکھی ہے اور ملا موہن نے فارسی میں۔ میر ابوالبقاء میر موصوف کے معاصر ہیں اور ملا موہن  
کا زمانہ ان کے بعد کا ہے۔

لباغی اور ذمات سے نوازا ہو۔

تیسری چیز جو اس مجموعہ میں ملی وہ ان ہی علامہ عبدالواحد بلگرامی کا وہ مکتوب ہے جو مکہ سماع میں انھوں نے اپنے ایک معاصر عالم شیخ الہ داد مفتی ساکن خطہ لکھنؤ کو لکھا تھا۔ علامہ بلگرامی نے مفتی صاحب کو جس انداز میں خطاب کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کی جلالیت علمی کے غیر معمولی معترف تھے۔ یہ مکتوب لائق مطالعہ ہے۔ ضروری نہیں کہ مکہ سماع میں علامہ بلگرامی سے اتفاق کیا جائے لیکن اختلافی مسائل میں علامہ کا جو انداز خطاب ہے وہ لائق اتباع ہے۔ اگر ہمارے زمانہ کے علماء بھی اختلافی مسائل پر اسی انداز سے قلم اٹھائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپس میں اس ناگواری کا مظاہرہ ہو جس سے آج کل ہم دوچار ہیں۔ ہم نے علامہ بلگرامی کے ان دونوں نوادر کو وقف عام کرنے کے لیے یہ مناسب سمجھا کہ ان کو خیرۃ العالمہ میں شائع کروا جائے۔ میں جب کراچی سے بہاولپور آیا تھا تو یہ مخطوطہ بالکل صحیح سالم حالت میں تھا لیکن اب جو کراچی سے منگوا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ "شرح الکافیہ" کی عبارت بعض مقامات پر کرم کتابی کی نذر ہو چکی ہے۔ یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ

ہمیں ورق کہ سیرگشت دعا انجامست

گر مشیت ایزدی میں کیا چارہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بلکہ اس سے اشاعت کے خیال کو اور تقویت پہنچی کہ ابھی تو اس کا صرف ایک آدھ فقرہ یا ایک آدھ لفظ ہی ضائع ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ پورا مخطوطہ ہی حوادث کی نذر ہو جائے، اور پھر اس کے ضیاع پر کٹ افسوس ماننا پڑے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس شرح الکافیہ کا کوئی اور مخطوطہ بھی کسی کتب خانہ میں محفوظ ہے یا نہیں۔ اگر کسی صاحب کو اس کے دوسرے نسخے پر اطلاع ہو تو وہ براہ کرم اس خلا کو پر کر دیں جو کرم کتابی کے اس ظلم کی بدولت پیدا ہوا ہے۔ ہم نے ان تمام مقامات پر جہاں شرح الکافیہ میں کوئی عبارت بڑھی نہ جاسکی۔ یا ض بھڑوی ہے اور حاشیہ پر اس کی نشاندہی کر دی ہے کہ یہ عبارت یہاں پڑھی نہ جاسکی۔

یہ واضح رہے کہ علامہ بلگرامی نے شرح الکافیہ صرف بحث موضوعات تک لکھی ہے۔ یہ بھی پورے متن کی شرح نہیں بلکہ تعلیق بالقول ہے۔

علامہ عبدالواحد بلگرامی کی شخصیت اگرچہ علماء ہندوستان میں مشہور و معروف رہی ہے۔ اور بہت سے مصنفین نے ان کا تذکرہ لکھا ہے لیکن علامہ غلام علی آزاد بلگرامی نے جس تفصیل سے ان کا تذکرہ اپنی کتاب "اکثر الکرام" میں قلمبند کیا ہے اس طرح کسی نے بھی نہیں کیا۔ اور دراصل یہ حق بھی ان ہی کا تھا کہ عربی کی مشہور مثل ہے "صاحب البیت ادنیٰ ما فیہ" (غرد الای گھر کا حال خوب جانتا ہے)۔ لہذا آزاد نے جو کچھ

لکھا ہے ہم اسے بلا کم و کاست ذیل میں درج کیے دیتے ہیں :

”میر عبد الواحد بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید ماہر بن سید شاہ بدھ مذکور قدس اللہ سرہم قطب فلک ولایت و مرکز دائرہ ہدایت بود۔ صاحب آیات ظاہرہ و کرامات باہرہ از اجداد ایشان سید ماہر و جلاقہ حکومت از بلگرام بہ قصبہ سرہ رفت و در آنجا محل اقامت انگذ و سرہ مع بہت و چہار موضع از پادشاہ وقت در انعام او مقرر شدہ بعد زمانے باز میند اران آنجا مخالفت روسے داد و مقاتلہ در میان آمد۔ سید با بعضے اولاد شریعت شہادت چشد۔ مرقد او در قصبہ سرہ است و ماہر و کبیرہ متصل سرہ مشہور و آثار قلجہ بنا کردہ سید در آنجا باقی است و بقیہ اولاد بادیگر متعلقان از قصبہ سرہ در مکان گنو گھاٹ آمدہ سکونت گرفتند۔ و آنجا ہم پائے اقامت افشردن نتوانستند ناچار از آنجا برآمدہ در قصبہ سائڈی کرا از بلگرام برہا اکر وہ است بار اقامت کشادند۔ یکے از احفاد سید ماہر و بہ تحصیل علم پرداختہ و بعد فراغ تحصیل سند منصب قضاء قصبہ باڑی از بادشاہ وقت حاصل کرد۔ سید ماہر و بہ پسر عقب گزارشت ازال جملہ اولاد دو پسر بتقریب منصب قضاء در قصبہ باڑی رفتہ دیگر اقامت انداختند۔ و در عہد اکبر بادشاہ قصبہ باڑی در انعام ایشان شد۔“

میر عبد الواحد قدس سرہ از اولاد پسر سیوم است کہ در قصبہ سائڈی ماند و کہ خدائی صبیہ ایشان با سید محمود اصغر جد علایع ما اتفاق افتاد و بنا بر الفتی کہ با فرزند خود داشت فرمود۔ ”فلاں مرا بہ بلگرام طلبید“ و در موطن آباء کرام تشریف آوردہ اول در محلہ میدان پورہ قریب خانہ رسید محمود ساکن شد۔ بعد چندی بر کنار آبگیر سلمہ رفتہ قدم اقامت افشرد۔ حق تعالیٰ در ذریت او خیر و برکت پدید آورد۔ و از اولاد او در محل کمتر فرصت محلہ عظمیٰ معمور شد۔ و در ادان کل بیعت بخدمت مخدوم شیخ صفی الدین سائی پوری بجا آورد و مورد التفات خاص گردید۔ و او ہر وہ سالہ بود کہ شیخ صفی ازیں عالم رحلت فرمود۔ بعد از واقعہ شیخ بخدمت شیخ حسین سکندرہ پیوست و تربیت ہائے فراوان یافت۔ چنانچہ خود در سابل می گوید :

”این فقیر میدخدمت شیخ صفی است و خافت مخدوم شیخ حسین دار۔ مخدوم شیخ حسین را با پدر این فقیر الفتی و محبتی تام بود و میان یک دیگر اختصاص کلی داشتند۔ و پدر فقیر نیز خلیفہ مخدوم شیخ صفی بود۔ بدین سبب این فقیر رجوع بہ مخدوم حسین کرد و مخدوم شیخ حسین نیز عنایت نمود و نواز شہائے فراوان ارزانی داشت کہ یار زادہ ماست و جامہ خلافت نیز پوشانیدند اگرچہ فقیر الیاقت این جامہ نبود۔ اما شکرانہ در گاہ باری تعالیٰ می گذارم کہ پیوند بیعت با ایشان دارم :

عہدن بالبنیریں و ہنالبت خدا ماہمہ بندہ و این قوم خدا و نراشدہ“  
(دعائی)

شیخ عبدالقادر بدآونی در منتخب التواریخ می نویسد:

”شیخ عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل و کمالات و ریاضت و عبادات است -  
و اخلاق سنیہ و صفات رضیہ دارد و مشرب او عالی است - بیشتر از بی بیچند سال نقش و  
صوت به ہندی می بست و می گفت و حال می درزید - در بی ایام خود را از ہمہ گذرانیدہ و  
مشرقی برزہ ہمتہ الارواح نوشتہ محققانہ - و همچنین در اصطلاحات صوفیہ خیلی رسائل نوشتہ -  
از اہل جملہ رسائل نام و غیر اہل تصانیف لائقہ نیز دارد - اگرچہ مرید بجائے دیگر است اما  
بہرہ تمام از صحبت شیخ حسین سکندرہ یافتہ و ہر سالی از بلگرام بخت غرس شیخ می آمد - اکنون  
کہ ضعف بصر پیدا کردہ نمی تواند رفت و در قنوج توطن میداشت - در سال ہصد و ہفتاد و  
ہفت کہ فقیر از لکھنؤ بہ بلگرام رسیدم شبے بہ عیادت آمد - و آن ملاقات اول بار بود کہ  
حکم مرہم داشت و گفت ایں ہمہ گدائے عشق است و مخدومی شیخ عبداللہ بدآونی  
نیز اتفاقاً چون رجال الغیب از بدآول ہماں جا تشریف آوردند یقین شد کہ اگر شب قدر  
در یافتہ باشم آن شب خواهد بود - و میر طبع نظم بلند دارد -“

تا ایں جا عبارت شیخ عبدالقادر صاحب منتخب التواریخ است - و او میر عبدالواحد را شیخ عبدالواحد  
نوشت بہ اعتبار شیخت و بزرگی - چونانچہ شیخ عبدالقادر جیلانی گویند آخر خود می نویسد کہ میر طبع نظم بلند دارد - و  
کلام شیخ کہ آن ملاقات اول بار بود و ملاقات می کند کہ ملاقات او بامیر عبدالواحد مکرر واقع شد و شیخ عبدالقادر  
در آغاز حال از رفقائے حسین خاں بود و حسین خاں یکے از نوکران و رگاہ اکبری است - چندی در لکھنؤ جاگیر  
داشت و شیخ عبدالقادر در لکھنؤ ہمراہ بود و ملاقات خود بامیر عبدالواحد در سال ہصد و ہفتاد و ہفت  
نوشتہ و در ضمن سنوات در وقائع سال مذکور می نگارو کہ

”در بی سالی برگزیدہ لکھنؤ از حسین خاں تغیر شد و خان مذکور بہ تقریبی از رہ ولایت اودہ در حدود  
کوہ سواک درآمد و با کفار کوہستان جنگ کرد اکثر رفقاہ او شہید و مجروح شدند - و فقیر در بی  
سفر برخصت حسین خاں از لکھنؤ بہ بدآول آمدم انتہی کلامہ ملخصاً“

کسے کہ از لکھنؤ قصد بدآول کند بلگرام در عرض راہ می افتد - ظاہراً در بی سفر در بلگرام بامیر عبدالواحد  
ملاقات دست داد - و عبارت او کہ ”شبے بہ عیادت آمد“ می خواهد کہ بیمار باشد و نیز عبارت او کہ ”حکم مرہم  
داشت و گفت ایں ہمہ گدائے عشق است“ می خواهد کہ زخمی باشد - اما کلام او در احوال حسین خاں ناظر است  
بریں کہ با حسین خاں کوہستان نہ رفت و از لکھنؤ برخصت حسین خاں متوجہ بدآول شد - در بی صورت از زمینیان

© rasailojaraid.com

دارند۔ چون مجلس آخر شد از سید صبغة اللہ استفسار کردم کہ این شخص کیست کہ حضرت با او التفات باین مرتبه دارند گفت میر عبد الواحد بگرامی و باعث مزید احترام او این است کہ نابل تصنیف او در جناب حضرت رسالت پناه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبول افتاد۔  
حضرت میر و رسایل می گوید کہ:

”روزی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ احوال خود را در راه رضای خداوند تعالی تصدیق کرد۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام از او پرسید ما خلفت لعیالک فقال اللہ ورسولہ۔ جبریل امین در رسید گفت یا رسول اللہ فرمان می شود بپرس از ابو بکر من تنها بیست نبوہم کہ با نام من نام رسول را ہم ذکر کردی۔ سبحان اللہ و بحمدہ کثیرا این کدام منزلت و این چه رتبت و قربت است کہ حق سبحانہ برگزین نام رسول غیرت می برد۔ دانشها و معنیها این جا پیچیده گم کنند۔ بخاطر ریک این ضعیف می رسید کہ سر عتاب آنست کہ لے ابو بکر پایہ معرفت تو بجائے رسیدہ است کہ رسول را از ما جدا می بینی زیرا کہ او در ما محو است و ما در او ثابت ہیں چرا جدا ذکر کردی کہ گفته اند از عرش تا فرش محمد را غلام چون حق متجلی شد محمد کدام۔ و نیز بخاطر می رسید کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جواب بر قدر مقام عیال و اہل بیت خود گفته است نہ بروفق مقام خود چہ رسول علیہ السلام از ما خلفت لعیالک پرسیدہ بود و اگر ما خلفت لنفسک پرسیدی جواب از مقام معرفت خود دادی یعنی اللہ و وحدہ الغنی۔“

و نیز در رسایل می گوید:  
”یکہ از یاران مؤلف شیخ نظام نام داشت۔ دختر مغلیہ را تعلیم می کرد۔ دختر در غایت جمال بود جوانی را نظر بر جمال او افتاد شیفته شد و حال نامرادی و درد مندی خود شیخ نظام باز نمود۔ شیخ نظام گفت تو ہر روز ہمراہ من بیا۔ من او را تعلیم می کنم تو آنجا بنشین و می نگریں ما چرا اندتے گذشت۔ روزی آن جوان درد مند با شیخ نظام آہستہ گفت۔ این دختر را بگویند مے آب بہن دہد۔ شیخ نظام دختر را گفت قدح آب خوردن بیا۔ دختر قدح پر آب آورد۔ گفت بدست این جوان بده۔ دختر قدح پیش جوان برد۔ جوان قدح از دست او گرفت و جان بہ جان آفرین پیرو۔“

و از نوادر تصانیف او مخرج کا فیہ ابن حاجب است بطور حقائق تا بحث غیر متصرف۔ درین مقام نمیدے

از آننے اس مخرج کو غیر متصرف کی بحث تک بنایا۔ حالانکہ یہ بحث مرفوعات تک ہے۔

اذا واکل آل نوحه بطریق اختصار ایراد میرود :

”الكلمة لفظ ای محفوظ علی السنتا و ملحوظ علی قلوبنا و محفوظ بها بواطننا“ یعنی کلمہ توحید در مرتبہ اقرار بر زبانها محفوظ است و در مرتبہ تصدیق بر دلها محفوظ و در مرتبہ احوال باطن ما از محفوظ مصنف رحمة اللہ علیہ انتقاد کر مرتبہ اقرار کرده و دو متحد و فرو گذاشت بجمله آنکه حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف احکام منوط در لفظ بر مرتبہ اقرار است و قرینہ حذف مفهوم از عبارت مصنف است کہ می گوید و وضع لمعنی مفرد نهاده شده است یعنی لازم گردانیده شده است قبول آن کلمہ توحید بر رقاب و نواصی بجهت تحصیل معنی کہ فرد و مجرود است از کفر و نفاق و معاصی۔ پس لفظ مفرد قرینہ حذف است زیرا کہ افراد سه مرتبہ دارد۔ افراد از کفر، افراد از نفاق و افراد از معاصی۔ فالاضراد من الکفر فی رتبة الاقرار والاضراد من النفاق فی رتبة التصديق والاضراد من المعاصی فی رتبة الاحوال لان من تقى ربه تعالى موحداً يبدل الله سيئاته حسنات . . . . . وھی اسم و آن کلمہ توحید سه نوع است۔ یکے اسم چہ اقرار و تصدیق فقط۔ اسم توحید و صورت اوست۔ و فعل و فعل توحید و عمل اوست و آن دریافت احوال است و حرف سیوم حرف توحید است و این توحید عظمی است کہ از استعداد انسانی بر طرف است و از علامات آن هر دو توحید مذکور بے نشان و بے کیف کہ علامة الحرف خالوه من علامات الاسماء و الافعال“

مخفی نماند کہ دو شرح دیگر ببارت عربی و فارسی تا بحث غیر منصرف بطور حقائق در نظر فقیر رسیده نام شارح عربی میر الوالبقا است ظاہراً معاصر میر باشد۔ و نام شارح فارسی ملا موہن بہاری کہ از مسید متاخر است۔ و چون صیفت بزرگی میر عبد الوہاب سامعہ افروز اکبر بادشاہ گردید۔ معتمدی رانزد میر فرستاد و از کمال تمنا در خواست ملاقات نمود۔ میر قصد اردوئے معلی کرد۔ و چون بدرگاہ سلطانی رسید بادشاہ اعزاز و اکرام تمام بمقتدیم رسانید۔ و بانصد بگمہ زین از باگرام بطریق سیورغال نیاز کرد۔ شبے دزومی بخانه حضرت میر درآمد نایبنا گشت فریاد برآورد و حضرت میر او را توبہ داد و دعار کرد تا محتاج سبحانہ و تعالیٰ حاسہ بصر او را باز گردانید۔

و یکے از کفار جنیان بر دست حضرت میر بدولت اسلام شرف اندوز شد همیشه حاضر رہے بود۔ خدمت بجائے آورد۔ عمر گرامی از صد سال متجاوز بود۔ وصال ایشان در شب جمعہ سیوم ماہ رمضان ۱۰۱۷ سبقت

عشر والفق اتفاق افتاده - عزیزی در تاریخ گوید:

”پورفت، واحد صدوری و معنوی گفتم هزار و هفتاد و شش هجده ماه صوم سیوم“  
 مصراع ثانی تاریخ صدوری و معنوی است - اما بست عدد بحساب جملی زائد می شود آن را بتعمیه لطیفه  
 خارج کرد - یعنی واحد صدوری که فزوده است دو واحد معنوی که یک است مجموع بست عدد برآمد - مرقده منوره  
 در بگرام زیارت گاه خاص و عام است -

(ماشا کرام از ص ۲۵ تا ص ۲۲)

محمد عبدالرشید نضانی

یکم صفر الحیر ۱۳۸۵ هـ

## شرح الکافیہ فی التصوف

ان  
علامہ عبدالواحد بلگرامی  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي كلمته كافية الامور وشافية الصدور، والصلاة على رسوله محمد الذي كلامه  
محيط الهداية وبسيط النهاية، وعلى آله واصحابه وأولياؤه الذين اسمهم مودود في الآفاق، و  
علمهم محمود في الأخلاق -

اما بعد عذرو ورتخیر این حرف شکر گف آنست

گفت عبدالواحد بلگرامی بن قطب این کلام  
آن دویدار نام بهال وزین و دین ابن بها  
کوششے کردند چندانے کہ آمد واجم  
من که معذورم مکن برزشتی قولم نکاه  
کردمش تا حد رفوعات وراقصان تمام  
من نوانستتم بشتن بر لب سر شرح تمام  
پیش از این آن هر دورا برتن تقاضای نبود  
از همه دعوی مرا آزاده وافتاده ہیں  
خیط علم غورا در تصوف سفته ام  
هر که این اعجوبه من خواند و خوش آیدش

بنده سادہ ز سادات مقام بلگرام  
داشته اخلاص با این منتہی بے منتہا  
گفتن شرح کلام شیخ ابن حاجم  
خوبی لطف جمال وزین دارم عذر خواہ  
مرد معنی چوں بلغوسے بگذرد مرواکرام  
بہر تسکین دو غلص این قدر گفتہ شتاب  
بے تقاضای کمال گفتن سخن راستے نبود  
رسال تاریخش بخواہی نہدہ سفتادہ ہیں  
بس بقدر فہم از فہمے شک وشبہ رفته ام  
یک وعار و فاختہ خواندن پس از من بایدش

۱- کتاب فی الاصل والاصح "کتاب"

۲- دینی الاصل "شہر و شک"

بدانکہ علوم حکماء و متکلمین را اصطلاح دیگر است و علم اصحاب تصوف را اصطلاح دیگر، پس اگر مسئلہ از علم تصوف با علوم حکماء و متکلمین موافق نباشد بر اختلاف اصطلاح ایشال حمل کنند۔

قوله الکلمة لفظ الی معفوظ علی التثنا و ملحوظ علی قلوبنا و معفوظ بہا بواطننا یعنی کلمہ توحید در مرتبہ اقرار بر زبانہما بالمعنى المستعمل و در مرتبہ تصدیق بر دلہما بالمعنى المحفوظ، و در مرتبہ احوال باطنہما اذ بالمعنى المحفوظ، مصنف رحمہ اللہ گفتا بد کہ مرتبہ اقرار کردہ و دو معطوف محذوف فرو گذاشت بحکم آنکہ حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف و احکام منوط و مربوط بمرتبہ اقرار است و قرینہ حذف مفهوم از عبارات مصنف است قدس سرہ کہ می گوید و وضع المعنی معنی نہادہ شدہ است یعنی قبول آن کلمہ توحید بر رقاب عباد و نواصی بحسب تحصیل معنی کہ مفرد و مجرد است از کفر و نفاق و معاصی، پس لفظ مفرد قرینہ حذف است زیرا کہ افراد سہ مرتبہ دارد افراد از کفر و افراد از نفاق و افراد از معاصی۔ فالافراد من الکفر فی رتبة الاقرار، والافراد من النفاق فی رتبة التصديق والافراد من المعاصی فی رتبة الاحوال لان من لقي ربه تعالى موحدًا يبدل الله سيئاته حسنات۔ قال بعضهم التوحيد افراد الحدث من القدم والاعراض عن الحدث والاقبال على القدم۔

نقل است کہ مردے از جنید رضی اللہ عنہ پرسید کہ توحید چیست گفت ہو بلا هو ولا هو الا هو آں مرد بحر شنیدن نعرہ زد و میفتاد و ببرد۔ پس جنید رحمہ اللہ گفت چند کوشم کہ اسرار توحید پو شتم و سخن گویم در توحید بزبان تجرید۔ انہوں بدانکہ اس توحید و راء توحید سے است کہ آں را بعلم بیان کنند زیرا کہ توحید علمی شرک جلی را دور میکند نہ خفی را بخلاف توحید حالی کہ آں مزید شرک خفی و نفی قیمت غیر است اذ لیس الخسیر کلمة باثنتہ۔ وما يؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشركون اشارت بر شرک خفی است قال علیہ السلام الشراك في امتي اخفي من دبيب النملة التي تدب في ليلة مظلمة على صخرة سوداء۔

مصنف رحمہ اللہ مراتب کلمہ توحید بتفصیل بیان می کند کہ وہی اسم و آں کلمہ توحید سہ نوع است یکے اسم یعنی اقرار و تصدیق فقط اسم توحید و صورت اوست و فعل دوم فعل توحید و عمل اوست و آں دریافت احوال اوست و حروف سیوم حرف توحید است و این توحید عظمی است کہ از استدلال انانیتہ بر طرف است و از علامات آں ہر دو توحید مذکور بے نشان و بے کیف است کہ علامۃ الحرف خلوة عن علامۃ الاسم والفعل لانہما اما ان تدل علی معنی فی نفسہما اولاً این دلیل حصر است می گوید زیرا کہ آں کلمہ توحید یا آنکہ دلالت می کند بر معانی کہ آں در باطن عباد و متمکن است یا متمکن نیست الثانی الحرف اگر مدلولش در باطن عباد و متمکن نیست آں خود حرف است۔ اما حرفی کہ از حرف و صوت منفرہ باشد کہ آنرا

توحید عظمیٰ نام کر دیم و حق سبحانہ منفر و است باور اک کہنہ این توحید عظمیٰ متناثر است ب علم اسمی کہ ازال  
توحید مبنی باشد والاؤل آن توحید کہ تصدیق معانی آن در باطنها ممکن است دو نوع است اما ان  
یقین باحد الاذمنة الثلاثة اولایا آنکہ مقرون از اوقات سه گانہ متصل بجائے از حالات  
ثلاثة هست یا نیست الثانی الاسم آنچہ مقرون بحال و وقت نبود آن توحید قالب اوست نہ اصل  
توحید چنانکہ گفته اند

قوے بزمان خود پرستی صد خانہ پُر از بتان یکے بشکستی

گفتی کہ یک قول شہادت رستم

والاول الفعل اما آنچہ بحال و وقت متصل بود فعل است یعنی عمل توحید است کہ یکے از حال مقرون  
باشد، حال اول آنکہ توفیق عنایت ازلی و تلقین ہدایت لم یزلی دریا بد و بندہ را از در خود پرستی بر باید  
و طالب سعادت اخروی گرداند و از احسان نفس و ہوا باز رہاند تا ہمہ آرزو ہا از دلش فرو ریزد، و  
بدوام تبطل لعبادات خداوند تعالی در آویزد۔

یک دل و صد آواز بس مشکل است یک مرادت بس بود چون یک دل است  
حال دوم خورشید مشاہدہ حق تعالی بر کوکب اوصاف بندہ اشراق کند تا جملہ نجوم ممکناتی روئے در نقاب  
آرد، و بندہ را در مقام فتافی التوحید بدارد

بندہ جائے رسد کہ نیست شود بعد ازاں کار حسہ خدائی نیست  
حال سیوم سلطان ظہور جہاں و جہاں بخت وجود سارک را چنان در کتم محو برد کہ آگاہی او از پس گم شدن  
نیراز و سے بیفتد۔ محو در محو و طمس در طمس گردند نہ اسم ماند نہ رسم نہ وجود ماند نہ عدم

بیت

تو درو گم شو کہ توحید این بود گم شدن گم کن کہ تغیر این بود  
وقد علمہ بذلک حد کلی واحد منها و تحقیق دانستہ شد بدان دلیل حصر حد ہر یکے ازال سہ کلمہ توحید یعنی  
ہر سہ کلمہ را حد معلوم شد کہ "توحید حرفی" حد کلمہ او از ادراک خلقت بیرون است "و توحید اسمی" حد کلمہ او  
زبان و دل است و "توحید فعلی" حد کلمہ او زبان و روح است، چون این حد و معلوم شد باید دانست کہ  
الکلام ما تضمن کمتین کلام مابین بحث ما در توحید ہے است کہ متضمن باشد دو کلمہ را یعنی دو حد او را

احترامی کند از توحید<sup>۱</sup>۔ یعنی خلوا و از ادراک بشریت کہ آنجا بحر از درک ادراک ادراک است

این چه گنج ہست قفلش بے کلید وین چه دریائیت قریش ناپید

این را از بحث خارج کرد و گفت کلام ما در نیست بلکہ کلام در توحید ہے است کہ متضمن باشد دو حد کلمہ را بالا اسناد بشرط اسناد ہے صحیح کہ درو شانیہ بدعت نیامیختہ باشد و من وعن از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسند بود از زبان بزبان و از دل بہ دل و از روح بروح اسناد ہے درست داشته باشد و لا یتقی ذلک الا فی اسمین یعنی حاصل نمی آید آں اسناد صحیح جز کہ در دو اسم باشد یعنی از دل و زبان یکے بدل و زبان دیگرے بتدریج میرسد و اسم و فعل و یا حاصل نمی آید آں اسناد صحیح مذکور جز کہ در اسم و فعل یعنی از زبان و دل و روح دیگرے برسد۔ الاسم ما دل علی معنی فی نفسه غیر مقتون باحد الا زمنة الثلاثة این شروع است در بیان اقسام توحید بتفصیل و آغاز توحید اسمی کہ بہت آنکہ توحید اکثر و اغلب مردمان اینست پس گفت کہ "توحید اسمی" آنست کہ دلالت معنی آن در باطن بندگان بتصدیق حاصل است۔ لیکن مقرونہ بیکے از اسوال ثلاثہ نیست ، آں توحید نیست کہ مجتہدان بدلائل و براہین اثبات میکنند و بہ حجج و مقدمات راہ مقصود می پیرند و سائر مومنان بدرست کہ درون عقائد اجتناب ایشال حاصل می کنند ، و این توحید غالباً از شرک حقی خالی نباشد۔ زہی عجب گفتن یکے و تصدیق کردن یکے و پرستیدن ہزارے در طور توحید حقیقی جز شرک

دُمَا لَوْ مِنْ أَكْثَرِهِمْ بِاللَّهِ الْاَوْ هُمْ مَشْرُكُونَ شکایت ازین حال است۔

ومن خواصہ دخول اللہ ویکے از خواص و لوازم این طور توحید در آمدن ملامت است از جانب حق سبحانہ چنانکہ گذشت یَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا عَرَفْتَ رَبَّكَ الْكَرِيمَ الَّذِي وَكَلْتُكَ مَا أَشْرَأَ عَيْدِكَ شَيْئًا وَأَنْتَ تَوْشِرُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَتَكْسِرُ رَأْسَ الدُّمَةِ قَبْلَ الْعِتَابِ فَمَا لَكَ عَنْ هَذَا جَوَابٌ۔ وگفت یا ابن آدم یا و یحک ان ادعوك وانت تهراب منی اقبل الی غانی الیک مقبل از سخن ملامتائے فساد و او ہمراہ باشد اگر چه معلوم نکند اما آن ہمہ در وقت مرگ ظاہر شود کہ پرده پندار از پیش برخیزد و بدانہم من اللہ مالک کو نوا میختبوند۔ و خطاب و عتاب در رسد کہ عبدی طہرات منظر الخلائق سنین ، هل طہرات منظری ساعة کما فیت عمرک۔ آں بیچارہ می پنداشت کہ خداے می پرستید

۱۔ این جا کرم خورده است و جہد از میان ساقط شدہ

۲۔ این جا کرم خورده است

معلوم گرد که ہوا را می پرستید پس روئے را در لحد از قبلہ برگردانند پس آشنا کہ شرب<sup>(۱)</sup>  
بیگانه خوانند :

بوقت صبح شود همچو روز معلومت کہ باکہ باخته عشق در شرب و یحور  
والجہ ویکے از خواص ایں طور توحید فرو کشیدن ست خویش را بذلت حرص و ہوا و ظلمت عجب وریا  
ولاتکے دریں منزل فریب ایں و آل بینی و سہ زیں چاہ ظلمانی بروں آتا جہاں بینی  
والتتوین وھی لون سالکۃ - والنون فی اللغۃ حدۃ السیف ، و سکون ضارحت حد تہا ، والمراد  
ہتا و عن حدۃ سیف الوقت ، فقد قالوا الوقت سیف قاطع - حاصل معنی آنست کہ یکے از  
خواص ایں طور توحید کندہی و بی آبی تیغ وقت است یعنی تکامل و تسویف و تغافل است شعری  
یاد اقد اللیل مسہار در ابا جہ ان الحوادث قد یطرقن اسحاراً

پریرہ و زوہبت حج بود و ہمد خواجہ ہنوز از آل سوئے عرفات است و حشم بر فردا - والا ضافۃ  
دیکے از لوازم ایں طور توحید اضافت است و آل خود منافی اصل توحید است کہ التوحید اسقاط  
الاضافۃ و ایں شاخی است از مذہب تقدیر و القدر دینہ مجوس ہذہ الامۃ  
نسبت فعل و اقتدار بہا ہم از ان رو بود کہ و باشد  
والاسناد الیہ نسبت دادن افعال را با آن توحید حق تعالی یعنی اختیار صوری و معنوی  
داشتن و راہ اباحت گرفتن و ایں عین مذہب جبر است و مخالف مذہب سنت و جماعت مذہب  
سنت و جماعت میان جبر و قدر است کہ الایمان بین الجبر والقدر ، فجبر معنی و اختیار بصورۃ  
فلا تتوکل المعنی ولا تمسک بالصورۃ -

وہو معرب و ایں توحید بر دو نوع است یکے را معرب گویند از انکہ حاصل معنی اعراب دور کردن  
فساد است و در توحید کہ معرب نام کردیم فساد را کی می شود یعنی در جہاں از غارت کردن و بردہ گرفتن و  
سخن رنجیدن ایں موحد سالم می ماند و در ان جہاں از عذاب ابدی امید نجاتش باشد اما ایمان در توحید اگر  
امر و از شرک باز ندارد و فردا شایان مغفرت نشود و از آتش دوزخ نرہ ندان اللہ لا یغفر ان یشراک  
بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء -

و مبنی نوع دوم از طور توحید اسمی مبنی است کہ بناء او بر دلائل و مقدمات است و ایں توحید

اعتقاد ہی است کہ بناء او بر درست کردن عقائد اسلام باشد، و بدانکہ توحید سے را کہ مبنی گویند  
 دو نوع است یکے مبنی عارض است کہ بناء او بر دلائل باشد خواہ اجتہاداً خواہ تقلیداً دوم مبنی لازم  
 و اک توحید سے است کہ بناء او بر جذبہ عنایت ازلی است و سابقہ ہدایت (۱)  
 ان الذین سبققت، لہم مننا الحسنی و صرح از ال می کنند و اک مبنی لازم توحید طائفہ الیست کہ لجزہ و رباع  
 و حدانیت رسیدہ اند و از ساحل ظلمات حدثان گذر کردہ تا ہر چہ خلق را غیب ہست ایشان را  
 شہادت است و ہر چہ مردم بحکایت شنیدہ اند ایشان بہ بصیرت دیدہ اند، اک طائفہ وجود آفریدگار  
 تعالیٰ و تقدس را بے ترکیب مقدمات ادراک می کنند، محقق را کہ از وحدت شہود است نخستین نظر  
 بر نور وجود است

دلے کم معرفت نور صفادید زہر چیرے کہ دید اول خدا دید  
 با جنید قدس اللہ سرہ العزیز گفتند ما الدلیل علی وجود الصانع گفت لقد اغنی الصباح  
 عن المصباح

ہمہ عالم بنور اور ست پیدا کجا او کہ دوز عالم ہویدا  
 زہی ناداں کہ او خورشید تاباں بنور شمع جوید و ربیاباں  
 و این توحید را مبنی الاصل نیز گویند و بیان آن در محل بیان در خور است اینجا فرو گذاشتہ -  
 فالعرب المربک الذی لہم لیشبہ مبنی الاصل توحید (۲) و عاصم دما و اموال و  
 اولاد است پس آنکہ مرکب از شرک خفی است با توحید سے کہ مبنی الاصل است، بیچ مشابہتہ ندارد  
 مصراع چراغ مردہ کجا قرص آفتاب کجا  
 زیر کہ در توحید معرب ایمان بغیب باید آورد و یومنون بالغیب صفت ایشان است از  
 وجود ممکنات بواجب الوجود جلالت آلاؤہ استدلال می کنند، و این طریقہ اگر چہ محمودہ است اما چون  
 از نور فیض خالی باشد حاصل آن بقا قبت جزیرتے مذموم نبو و کنا ذکرہ الحارف الکامل نجم الدین  
 الکبری قدس اللہ سرہ العزیز۔ و این توحید سے معرب با توحید سے کہ مبنی الاصل است مناسبے کہ  
 در آنجا ہمہ این کار شہودی است لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا ولا اعبد رباً لمدادہ  
 بیان احوال این موحد است:

ہر کہ او در بحسب مستغرق بود      فارغ از کشتی و از زور قی بود  
 غرقہ دریا بحسب زوریا ندید      غیر دریا بہست بر قی ناپدید

و بدانکہ توحید معرفت با توحید ہے کہ معنی الاصل است اگرچہ مشابہتے ندارد لیکن مختلف احوال و قابل  
 عروج و نزول است۔ چنانکہ گفت و حکمہ ان مختلفہ آخرہ باختلاف العوامل و حکم آل توحید  
 و مربوط است در عروج و نزول آنست کہ برگردد آخر اک <sup>۱۱</sup> توحید بحسب گشتن عوامل او یعنی چندانکہ عوامل  
 این توحید در عمل یکو شند در جہ و مرتبہ از توحید عمل کہ معنی الاصل است حاصل کنند و یکجہ درجات  
 مہم عملوا۔ لفظاً او تقدیراً برابر است کہ باشد علماء ایشاں بظاہر کہ منسوب بسعی و سلوک بندہ و  
 تدبیر او است یا باطن کہ منسوب بجزبہ و عنایت حق و تقدیر او است۔

الاعراب ما مختلف آخرہ بہ و ازالہ فساد و کساد از اعمال بندہ چیز ہے است کہ برگردد و بتدریج  
 زیادہ گیرد و پایان کار توحید بدو زیر اک مواہب نتیجہ مکاسب است۔

لیبدل علی المعانی المعنویۃ علیہ دلالت کند آن زوال فساد کہ از اعمال ظاہر انہ ایشاں است  
 بر معانی باطن ایشاں کہ کردہ اند بحسب آل اختلاف اعمال ظاہری کہ الظاہر عنوان الباطن۔

و انواعہ دفع و انواع آل اختلاف احوال معانی و یکے رفع است یعنی برداشتن دل از غیر محبوب  
 بمراقبہ باطن و نصب و دووم نصب است یعنی قیام باستقامت در کار دین و مساوات میان قول  
 فعل ظاہراً و باطناً و جہر سیرم جہر است یعنی کشیدن ریاضت و مشقت برضا در مجاری احکام و قضا۔

فالرفع علم الفاعلیۃ پس برداشتن دل از غیر محبوب نشانہ فاعلیۃ بندہ یعنی آنکہ او محنت راست  
 و جملہ افعال مقرون باختیار او است اگرچہ اختیار او باختیار او نیست، پس نتیجہ نسبت اختیار بدو آن باشد  
 کہ دل از غیر باختیار پر دازد و باو یگرے و رن سازد، والنصب علم المفعولیۃ والیتاؤن بمساواة اقوال  
 افعال نشانہ مفعولیت است یعنی بواسطہ مخلوقیت او است کہ این بندہ مخلوق ذات و صفات و اعمال  
 خود از کار خانہ و اللہ خلقکم و ما تعملون برابر بیند۔ نشانش آل باشد کہ از عجب و ریاء بر آید و از  
 خود بینی و خود نمائی اعمال او پاک گردد و اقوال و افعال برابر شود و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

والجہ علم الاضافۃ و کشیدن ریاضت و مشقت برضا در مجاری احکام قضا نشانہ اضافت بندگی است  
 بدرگاہ خداوند سبحانہ و تعالیٰ۔

نرو و بر مراد ہا کارے بندہ بودن چنین بود آری

من لم یرض بقضائی ولم یصبر علی دلائلی ولم یشکر علی نعمائی فلیطلب دینا سوای

چہ کند بندہ کہ گردن نهند فرمان را چہ کند " و رند ہر چو گان را

و بدانکہ ازیں ہر سہ معانی مذکورہ " کار ہر بوالموسے نیست بلکہ ہر کسے تا آنجا نرسد "۳۱

چوں بندہ خود را فاعل مختار بنید معنی آیت واللہ خلقکم وما تعلمون - برو پوشیدہ گرد و اگر در معنی آیت

خوض کند خود را از اختیار معزول یا بد پس رضا بقضا و ادن برو مستحذر باشد زیرا کہ ضدیتہ از اضداد برانداختن

را استعدادے کامل باید کہ ہر بستگیہا برو بکشد چنانکہ گفت

و العامل ما به يتقو المعنى مقتضى للاعراج، یعنی عامل با استعدادے کامل آل کس است کہ بدو

حاصل شود و کمال ازیں معنی کہ مقتضی است زوال فساد و لو چوں ایں معنی برو جہ کمال روئے نماید در میان جہر

معنوی و اختیاری ابواب اسرار نکشاید و ضدیتہ اضداد بمساختہ روئے نماید، اما تا وقت آل در آید اگر بایمان

قبول کنی شاید

گر نزار و زے دریں میدان کشند آل رقم بینی کہ بر مرداں کشند

آں کنی زیں شیوہ معنی صد ہزار بینی و دانی و داری استوار

فالمنصرف المنصرف شروع در بیان آل مرداں کرد کہ برایشاں ایں وقائے و غوامض کشف شدہ است

پس گفتہ آنکہ مغز و است یعنی حجر و از علالت منصرف یعنی باز ماندہ از جملہ خلالت و الجمع المکسر المنصرف ای

الجمع بالباطن المنکسر قلبه مطمئن بذکر اللہ المنصرف عن الغیر دوم آنکہ باطنش جمع است و دلش شکستہ

کہ مطمئن بذکر است و معرصل از غیر است

بالضمة دفعاً ای الضم بالضمۃ رفعاً یعنی بہ پیوند آل مرشد باصل توحید بہ پیوستن حقیقی بسبب برآمدن

او بالکلیہ از غیر توحید

تعلق حجاب است و بے حاصلی چو پیوند با بلی و اصل

والفتحة نصبا ای الفتحة بالفتحة نصباً والنصب هو القیام بالمساواة فی امور الدین یعنی کشادہ

شود آل موحد بکشدن اصلی بسبب قیام بمساوات و استقامت، او در کار ہائے دین

سکونے بدست آئے بے ثبات کہ بر رنگ غلطان نروید نبات

۱ تا ۳ - ایں جا کہم خوردہ است بجز اندن نمی آید

والکسرة جرای الکسرة بالكسرة جرای یعنی بشکند دل آن موحد بشکستن معنوی بسبب کشیدن او  
مخفئتها و بذلتها شاقه و تحمل ریاضات و بار فقر و فاقه شارح راست گفته

به بستی دل از آلتان مخفئتهائے فقد کی توانی سفتنش در سلک مردان اله

غیر المنصرف ای غیر المعروض عن ذکر الحق تعالیٰ مافیہ علتان یعنی کسے کہ ہرگز معرض  
از ذکر خداوند تعالیٰ نیست آل کس است کہ در دو علت است یکے حقائق کہ بر اقتضاء محو وجود  
سالك علت است دوم دقایق شریعت کہ بر اقتضاء اثبات وجود سالك علت است پس سالك کہ بحکم  
اقتضاء این ہر دو علت میان محو و اثبات ممکن است مرتبہ جبر و قدر دروے ثابت است او ہرگز از حق  
تعالیٰ و اطاعت و عبادت او معرض نیست قال تعالیٰ ومن اعرض عن ذکرى فان له معیشتة ضنکاً  
هذا المن اعرض عن الذکر فکیف لمن اعرض عن المذکور من تسع یعنی باید کہ آل دو علت نتیجہ این نہ مقام  
بود و بیان آن نہ مقام خواهد کرد، و باید کہ آل نہ مقام حال و صفت او گشتہ باشد چہ احوال از جملہ مواہب  
است و مقامات از جملہ مکاسب، و مواہب را نتیجہ مکاسب گفته اند کسی را کہ آل دو علت مذکور ازین  
نہ مقام میسر و مسلم شد او ہرگز معرض از ذکر حق سبحانہ نگردد و بلکہ ہر چہ توجہ کند بحق سبحانہ توجہ کردہ باشد و  
هناک مالا عین ذات دلائل سمعت - و آل نہ مقام اینست کہ گفت وحی

عدل و وصف و تانیث و معرفة و عجمۃ ثم جمع ثم ترکیب

والنون زائدة من قبلها الف و وزن فعل و هذا القول تقریب

قوله عدل یکے از صفات و مقامات آل موحد عدل است یعنی برابری در خلایق - بدانکہ نفس انسانی  
را دو قوۃ است یکے قوۃ ادراک دوم قوۃ تحریک - و قوۃ ادراک اگر توجہ بمعرفت حقائق موجودات و احوال  
با صناف معقولات دارد قوۃ نظری گویند و اگر توجہ بمصرف در مصنوعات دارد و قوت صناعات و تمیز میان  
مصلح و مفاسد اعمال و افعال دارد قوۃ عملی گویند - اما قوت تحریک اگر منبعث بسوئے جذب نفع بود  
آنرا قوت شہوی گویند و اگر منبعث بسوئے دفع ضررے باشد آنرا قوت غضبی گویند، پس باین اعتبار قوت  
چهار باشد - قوۃ نظری، و قوۃ عملی، و قوۃ شہوی، و قوۃ غضبی، و ہر گاہ کہ تصرف ہر یک در مصنوعات خویش  
بروجہ اعتدال بود بے افراط و تفریط ہر آیینہ ہر یک را فضیلتہ حادث شود - پس فضائل این چہار نیز چہار باشد  
و آل ہر چہار فضائل اصول اخلاق است، یکے از تہذیب قوۃ نظری و آنرا حکمت گویند، و چوں این قوت  
از حد اعتدال افروز شود کمریزی گویند، و چوں کم شود ابلہی گویند، و دوم از تہذیب قوۃ عملی و آنرا عدالت گویند  
چوں با فراط و تفریط رسد ظلم گویند - سیوم از تہذیب قوۃ شہوی و آنرا عفت گویند و چوں با فراط و تفریط

کشد شرہ و محمود نامند۔ چہارم از تہذیب قوت غضبی و آنرا شجاعت گویند و چون با فراط و تفریط انجامد آنرا تنور و صحن خوانند پس اصول جمیع اخلاق حسنہ یکے عدالت است کہ عبارت از حالت متوسطہ قوت عملی است و بعد از دوسے حکمت است کہ حالت متوسطہ قوت نظری است و بعد از دوسے عفت است کہ حالت متوسطہ قوت شہوی است و بعد از دوسے شجاعت است کہ حالت متوسطہ قوت غضبی است۔ پس آنچه مصنف گفت و ہی عدل عدل عبارت باشد از بروں شدن سالک از افراط و تفریط و جمیع اخلاق

ہمہ اخلاق نیکو در میان است کہ از افراط تفریطش کران است

میانہ چوں صراط مستقیم است زہر دو جانبش قمر حجیم است

طہوری و رعایت ال است عدالت جسم را اقصی الکمال است

و ایں عدالت ممکن نیست و میسر نشود تا آنکہ موحد از خویش بجای بیرون نیاید تا حکم شریعت بجائے او بنشیند و ہمین است ولادت ثانی کہ لایلیہ ملکوت السماء من لمد یولد موقتین مشیر برآں است۔

قوله وصف مقام دوم وصف است یعنی تخلیق است باخلاق اصلی کہ آل او صاف حق سبحانہ است چنانکہ گفت الوصف شرطہ ان یکون فی الاصل فلا لظفره الخلبۃ یعنی شرط وصف موحد از بینائی و

شنوائی و غیرہا آنست کہ فی الاصل بود یعنی ہمہ از دوست بود و در مرتبہ قرب نوافل کہ فی بیصر و بی لسمع عبارت از آل است تا غلبہ تجلیات را تاب تواند آورد، و توانی مشاہدات را نظارہ تواند کرد، و کلام

قدیم بے واسطہ تواند شنید، و متغیر نخواہد گشت۔ سنی بعضہم عن احوال موسی وقت الکلام فقال افقی موسی عن موسی فلم یکن لموسی خبر عن موسی ثم کلم فکان الکلمہ و الکلمہ هو، و کیف کان

یطیق موسی حمل الخطاب و مراد الجواب لولایا یا ہا سمع و لولایا یا ہا کلم

بر روی کہ از مشک و قر نفل شنوی از شانہ آل زلف چو سنبل شنوی

گر نالہ ببل ز پے گل شنوی گل گوید آل گر چہ ز ببل شنوی

(التوجیہ الثانی)، وصف جمیع موحدان را لازمہ ذات و صفیہ اصلیہ باید نامہ از دادرے زیان

شود و نہ از حائل نقصان پذیرد چنانکہ صفت دریا است، سهل تسری قدس سبرہ فرمودہ مرد باید کہ ہرچہ از داروات بدیش بر آید بقوت حال ہمہ فرو برد، هیچ تغیرے دروے نظاہر نشود

اگر بیادر دریا ہزار بارہ کشد ہنوز ہمت او بارہ دگر باشد

(التوجیہ الثالث)، قوسے کہ منصف بصفت ثم او دثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا

ہستند فمنہم ظالم لنفسہ را غلبہ عصیان و طغیان مضرت نرساند زیرا کہ اصطفاء اصلی دارند و عصیت

عارضی بر اصل غلبہ نتواند کرد، اذا احب الله عبد الايصحة ذنب، بخلاف ابليس - دوہراہ  
ایکی دہا نوٹنن مالمین یک یک دور کونٹ ایکامن کو متہرن ساجن آری ملت  
حاصل معنی دوہرہ بزبان فارسی

یہی درجہ و پو پو یاں دیار شش بہر یار آید دگر درخانہ فارغ دل کی یارش درکنار آید  
زہم شرف آدمی کہ محبوبیش از محبی بودیچھم و محبوبہ، قہو لے ہست کہ از بیچ معصیت نیندیشد  
فاو لئک یمدل اللہ سیئنا تھم حسنات

فی وجہہ شافخ میجو اساعرقہ فاین بالوجہہ الملیم ذلوب  
وجودے را کہ بزلیو رجال محبت آراستہ اند گناہش موجب از دیاد محبت تواند بود کہ کلما اذدادوا  
جریمۃ زد تھم درحمتہ - ہر عیب کہ سلطان بہ پسند و مہنراست  
(التوجیہ الرابع)، قولے کہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی صفت اصلیہ ایشان است.  
ہر چند بظاہر بر ہر حد معاملات مشغولند غفلت را با ایشان راہ نیست و آل اشتغال مفر وقت شمال نیاید  
کہ لاتلھبھم تجارت و لا بیع عن ذکر اللہ

از یاد تو غافل نتوان کرد ہرچیم سر کوشتہ مارم نتوانم کہ بہ پیچیم  
و بیچ و بیچ شدت و محنت ملتفت نشوند

گر با دفتن ہر دو جہاں را بہم زند ماو چراغ چشم ورہ انتظار و دست  
و بیچ کدام از دانش زنگہا و عجائب نیز نگہا فریب بخورند و از ہمہ فارغ البال باشند

بانگ گاوے چہ صد اناز دہد عشوہ مخم سامری کیت کہ دست از ید بیضا برد  
(التوجیہ الخامس)، عشق را ہمتی است اصلی کہ بیچ کمال قانع نہ شود ہر چند کہ روحانیت عیسے و  
یا مکالمہ موسے و یا خلعت ابراہیم علیہ السلام چہ بہر مقامے کہ باز نگرد بہاں مقام قبض کردہ شود و از  
ترقی باز ایستد پس اصل شرط وصف ہمت آنست کہ اصلی باشد و اک ہمت عشق است تا باحوال و  
مقامات ملتفت نشود ہر چند بکمال وارد کہ مضر ترش و رانست من نظر الی مقام حجب عن امامہ ما میر  
المومنین عمر رضی اللہ عنہ کہ اول من سلم علیہ الرب از درجات عالیہ اوست و شرف و کرامتیش ایس  
کہ یا عمری لو لم اعث لبعثت ہمتش ازینجا درگذشت و ملتفت نگشت کہ از حذیفہ رضی اللہ عنہ پرسید  
هل ذکر فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع المنافقین و گاہ گاہ کعب احبار را میگفت کہ  
خوفنی بالنار یا اماہر المسلمین

ہر چند ہی پیش روم با علمت در موبک تو چه من چہ خاک قدمت  
 قوله وقانیت مقام سیوم از صفات آل موحد تانیث است یعنی مقام معشوقیت است  
 رسم عرب آنست کہ معشوق را بصیغہ تانیث ذکر کنند از آل بہمت از تانیث مقام معشوقیت ارادہ  
 کردیم۔ و مقام معشوقیت آنست کہ خداوند تعالیٰ بسبب کمال متابعت شریعت ظاہراً و باطناً و بطیف  
 تمام پیروی حضرت رسالت صورتہ و معنی آل موحد را دوست داشتہ باشد چنانکہ از آیہ فاتبعونی  
 یحببکم اللہ فہم می شود

اگر خواهی شوی معشوق محمود ایاز خاص را سگ بایت بود  
 خیال زان بہت موثوق باشد سگ معشوق ہم معشوق باشد

قوله و معرفتہ مقام چہارم معرفت است و آن تخریض است در عظمت و جلال خداوندی۔  
 از پنج شیلی قدس سرہ فرمود رب زدنی تخیراً و غایت ادراک درین مقام عجز است فکل ما میزتمو  
 با و ہا مکمل و ادراکتوہ بعقولکم فی اتم معانیکم فہو مصروف ہر دود الیکم محمد ش  
 مصنوع مثلکم و ہو ہایہ الادراک لا ہایہ الحق

آنچہ پیش تو پیش زان رہ نیست غایت فہم تست اللہ نیست

قوله و عجمۃ فی الصراح کل ما لا یقدر علی الکلام اصلاً فہو اعجم معنی آل باشد کہ مقام پنجم ایں  
 موحد را آنست کہ حکم من عرف اللہ کل لسانہ اصلاً قادر بر کلام نبود کہ العارف اذا شکلم ہلک و  
 المحب ان سکت ہلک

قوله ثم جمع مقام ششم جمع است و مراد از جمع اینجا مقام جمع الجمع است چنانچہ گفت الجمع  
 شرطہ صیغہ منتهی المجموع یعنی شرط جمع آنست کہ منقہ المجموع باشد و آن مقام محو در محو و طمس در طمس  
 است۔ کوکب کل من علیہا فان درین اقلیم درخشد نسیم کل شیء ہالک الا وجہہ درین بوزو، انا الحق  
 و سبحانی درین مقام تحقیق پذیرد، توحید بے شرک درین دار الملک صورت می گیرد۔

تھر ترکیب مقام ہفتم ترکیب است یعنی عناصر اربع کہ پرکیے در مرکز خود مختلف اللون و الصوت  
 است موحد را مقامی است کہ فصل کیفی ازین ہر چہا برافتد و تمیز اجزاء سر از آل ہر چہا در در شود  
 صفت ترکیب پیدا آید آنکہ بسیط الذات را کہ عقول و نفوس مجرودہ اند مانند گرد و میان بدن  
 و روح انسانی پیوندے شود، درین مقام تواند کہ مرکب ہر صورت نماید و متمثل ہر مہیتاے بر آید۔  
 یا ایہا الانسان ما أعزک بربک الکریم الذی خلقک فسواک فعد لک فی ای صورتہ ما شاء ربک

اشارہ - بایں مقام تواند بود

مرکب چون شود مانند یک چیز ز جزا دور گردد و فعل تمسیر  
بسیط الذات را مانند گردد میان این و اکل پیوند گردد  
نه پیوندی که از ترکیب اجزاء است که روح از وصف جمیته مبرا است

والنون زائدة من قبلها الف - النون في اللغة حدة السيف والمراد هنا حدة سيف  
الوقت فقد قالوا الوقت سيف قاطع والالف شدتها الى الذات في صراط الرحيم يعني مقام شتم  
این موحدا تیزی تیغ دقت اوست یعنی وقت او تیغی است برنده غایت نیز که بیکارگی تعلقات ماسوی  
الندرا پاک می برد، و در آن ذات احدیته از پیش وقت، آن موحدا میچ زانند نیست که للذین احسنوا  
الحسنی و زیادة و این زیادت اشارت بذات واجب باشد

چو ممکن گردد امکان بر فشانند بجز واجب دیگر چیزی نماند  
یا مراد از "الف" همان "حسنی" باشد و مراد از "زائده" همین زیادة که در آیه مذکور است چنانکه در  
بیت اشارت کرده

در آن حسن بر روی تو چیز است که آنرا کسی نداند چه نام است  
و التوجیه الثانی، نون عبارت از مابقی است و مراد از مابقی صفت تشنگی او است یعنی این موحدا  
چنان تشنه آب معرفت است که چند آنکه در یاء ذات احدیته از پیش او افزون تراست تشنگی او بر کمال تر  
است

عشقه بکمال و لبر یابی بکمال دلبر ز سخن زباں ز گفتن شد لال  
زین نادره ترکجا بود هرگز حال من نشنه و پیش من بس آب زلال  
قوله وزن الفعل مقام هم دانستن وزن فعل است یعنی دانستن آنکه هر فعلی را از افعال نیک و بد در  
میزان اعمال چه وزن است و همچنین نتایج اعمال و مقادیر افعال و تشخص آنرا بکاشفات باطنی دانستن  
چنانچه صاحب شریعت ماصلی الله علیه و سلم میدانست که دو رکعت نماز را چه مقدار ثواب است و یک  
روز هوم چه شمره دارد و لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم کثر من کنوز الجنة چرا بود هر که صد بار سبحان  
الله و بحمده بگوید جزو گناهان او چرخ شود و در شبانروز سه سجده دقت نماز چرا باید کرد، و اگر نماز سه از

در اصل منقول عنه بجائے مقدار متکلف است

کے فوت شود چہ مقدار عقوبت راستی گردد، و در جملہ سال چرا یک ماہ روزہ باید داشت، و بعد از  
حولان حول از میست دینار نیم دینار چرا بسختی باید داد، و مستحقان کیستند و چرا ہشت صفت اند، و شب قد  
چرا بہ از ہزار ماہ بود، و روزہ روز عرفہ چرا مکفر گناہ دو سالہ باشد، و درین مقدار ویر و اوزان چہ حکمت است  
و مناسب است این اعمال با سعادت آخرت ہدیت ما در عملی را نیک و بد چہ نتیجہ ایست، و چگونہ مشخص میشود  
و روضہ و قبر و قصر و جنت و نور و نار و مار و کژدم و سحفرہ ظلمت و غیر ذلک بے نیاز اعمال و اخلاق او است  
کہ مشخص می شود۔ انما ہی اعمالکم تزد الیکم و این از غراب عالم مکاشفات است۔ بیضا عت عقل و درین  
معانی تصرف نتوان کرد چہ معرفت او بر نور دیگر موقوف است اشراق آفتاب محمدی باید و گرنہ پیدا است  
کہ بچراغ عقل چہ کشاید

آفتابے بیاید انجم سوز بچراغ تو شب نگر در روز

و طائفہ را از کمل ادلیار از اذواق اوصی اللہ علیہ وسلم نصیب است و خلفا و ورثہ و اخوان حضرت  
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم علی الحقیقہ الشیائند، و اشواق الی اخوانی من بعدی اشارت باین طائفہ مخصوص  
است، و عبارت از روز ہمایوں ایشال اینست

جنگ در حضرت خدائے زوہ ہر چہ جزا دست پشت پائے زوہ  
خورده یک بادہ از کف ساقی آنچہ باقی است کردہ در باقی

تمت شرح الکافیۃ الی المرفوعات فی علم التصوف - بتاریخ پانزدہم شہر جادی الثانی مرقوم گشت

محمد عبدالرشید نعمانی ۲۱ محرم ۱۳۸۵ھ